خطبہ:53

نیشنل امام کونسل، امریکا

خطبۂ حجۃ الوداع:

انسانیت کے نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری پیغام

تمہید:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں، اسی سے مدد اور مغفرت طلب کرتے ہیں، اور اپنے نفسوں کے شر اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت دے، اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا، اور جسے وہ گمراہ کر دے، اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس امت پر جو عظیم ترین انعامات فرمائے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے اس دین کو مکمل فرمایا اور انسانیت کے لیے ایک مکمل ضابطۂ حیات محفوظ کر دیا۔ اس تکمیلِ دین کا سب سے عظیم مظہر وہ تاریخی خطبہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 10 ہجری میں حج کے موقع پر ارشاد فرمایا، جسے خطبۂ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ یہ خطبہ صرف میدانِ عرفات میں موجود صحابۂ کرام سے خطاب نہیں تھا بلکہ قیامت تک آنے والی پوری انسانیت کے لیے ایک عالمی پیغام تھا۔

محترم بزرگو اور عزیز بھائیو!

حج اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے، جو وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اور جو انکار کرے تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“ (سورۂ آلِ عمران: 97)

اسلام میں ہر عبادت انسان کے اندر ایک خاص روحانی صفت پیدا کرتی ہے۔ نماز انسان میں نظم وضبط اور اللہ سے تعلق پیدا کرتی ہے۔ روزہ صبر اور نفس پر قابو پانے کی تربیت دیتا ہے۔ زکوٰۃ سخاوت، ہمدردی اور دوسروں کے لیے احساس پیدا کرتی ہے۔

لیکن حج ایک ایسی منفرد عبادت ہے جو تمام عبادات کی روح کو اپنے اندر جمع کر لیتی ہے۔ اس میں قربانی، صبر، عاجزی، اطاعت، مالی

خرچ، جسمانی مشقت، ذکرِ الٰہی، اتحاد اور مکمل سپردگی شامل ہے۔ حج انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکا دے۔

خطبۂ حجۃ الوداع کا تاریخی پس منظر

632 عیسوی، بمطابق 10 ہجری، اس وقت نبوت کے تقریباً تیئس سال مکمل ہونے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پوری امانت، اخلاص اور ذمہ داری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا پیغام انسانیت تک پہنچا چکے تھے۔ اسلام پورے جزیرۂ عرب میں پھیل چکا تھا، اور نبی کریم ﷺ محسوس فرما رہے تھے کہ دنیا میں آپ ﷺ کا مشن اپنی تکمیل کے قریب پہنچ چکا ہے۔

اسی لیے آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ حج کے موقع پر مسلمانوں کو ایک آخری مرتبہ عظیم اجتماع کی صورت میں جمع کیا جائے اور انسانیت کے لیے اہم اور بنیادی ہدایات چھوڑ دی جائیں۔ مختلف قبائل میں اعلان کروایا گیا اور لوگوں کو اس مبارک حج میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ رسول اللہ ﷺ 26 ذوالقعدہ کو مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے، 4 ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے، 8 ذوالحجہ کو منیٰ میں قیام فرمایا، اور 9 ذوالحجہ کو میدانِ عرفات میں کھڑے ہو کر انسانی تاریخ کے عظیم ترین خطبات میں سے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، جو ''خطبۂ حجۃ الوداع'' کے نام سے مشہور ہے۔

1۔ انسانی مساوات

خطبۂ حجۃ الوداع کی سب سے عظیم اور انقلابی تعلیمات میں سے ایک پوری انسانیت کی مساوات کا قیام تھا۔ نبی کریم ﷺ میدانِ عرفات میں ایک لاکھ سے زائد صحابۂ کرام کے سامنے کھڑے ہوئے اور نسل پرستی، قبائلی برتری، قوم پرستی، ذات پات کے نظام، اور نسلی غرور کی ان بنیادوں کو منہدم کر دیا جنھوں نے صدیوں سے انسانی معاشروں کو زہر آلود کر رکھا تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَیُّھَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ: یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَ جَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: 'ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔''

پھر نبی کریم ﷺ نے اس اصول کو نہایت واضح الفاظ میں بیان فرمایا:

فَلَیْسَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ فَضْلٌ، وَ لَا لِعَجَمِیٍّ عَلٰی عَرَبِیٍّ، وَ لَا لِاَسْوَدَ عَلٰی اَبْیَضَ، وَ لَا لِاَبْیَضَ عَلٰی اَسْوَدَ فَضْلٌ اِلَّا بِالتَّقْوٰی

''کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں، نہ کسی گورے کو کالے پر، اور نہ کسی کالے کو گورے پر کوئی برتری حاصل ہے، سوائے تقویٰ کے۔''

اسلام سے پہلے لوگ نسب، قبیلے، رنگ، زبان اور مال و دولت کو عظمت کا معیار سمجھتے تھے۔ طاقتور کمزوروں پر ظلم کرتے تھے، قبائل دوسرے قبائل کو حقیر جانتے تھے، اور نسل پرستی معاشرے میں گہرائی تک جمی ہوئی تھی۔ اسلام آیا تاکہ ان مصنوعی دیواروں کو ختم کرے اور انسانیت کو یہ یاد دلائے کہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ ہم سب ایک ہی باپ حضرت آدم علیہ السلام اور ایک ہی ماں حضرت حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت اور فضیلت کا اصل معیار صرف تقویٰ، نیکی، اخلاص، اطاعت اور اچھا کردار ہے۔ ممکن ہے ایک غریب مومن اللہ کے نزدیک کسی مالدار اور طاقتور سردار سے زیادہ معزز ہو۔ ایک چھوٹی قوم سے تعلق رکھنے والا شخص اللہ کے ہاں کسی بڑے خاندان یا طاقتور نسل کے فرد سے زیادہ بلند مقام رکھتا ہو۔ اسلام نے برتری کے معیار کو نسل اور دولت سے ہٹا کر ایمان اور کردار پر قائم کر دیا۔

یہ تعلیم صرف نظریاتی نہیں تھی بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عملی طور پر بھی نافذ فرمایا۔ حضرت بلال حبشی، جو پہلے ایک افریقی غلام تھے، اسلام کے مؤذن بنائے گئے۔ حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب رومی اور مختلف علاقوں اور نسلوں سے تعلق رکھنے والے دیگر صحابۂ کرام کو یکساں عزت اور احترام دیا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسی اخوت قائم فرمائی جس میں مختلف نسلوں اور تہذیبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ بلا کسی امتیاز کے ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے تھے۔

آج بھی انسانیت نسل پرستی، قوم پرستی، ذات پات کی تفریق، غیر ملکیوں سے نفرت، اور رنگ و نسل کی بنیاد پر تعصب کا شکار ہے۔ افسوس کہ بہت سے مسلمان بھی زبان، نسل، قبیلے اور سماجی حیثیت کی بنیاد پر تقسیم کا شکار ہو گئے ہیں۔ خطبۂ حجۃ الوداع کا یہ پیغام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ اسلام انسانوں کو ان کی جلد کے رنگ سے نہیں بلکہ ان کے دلوں کی پاکیزگی اور ان کے اعمال کی نیکی سے پرکھتا ہے۔

2۔ جان، مال اور عزت کی حرمت

خطبۂ حجۃ الوداع کی سب سے طاقتور اور عظیم تعلیمات میں سے ایک انسانی جان، مال اور عزت و آبرو کی حرمت کا اعلان تھا۔ ایک لاکھ سے زائد افراد کے عظیم اجتماع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا اصول قائم فرمایا جو آج بھی عدل، امن اور مہذب معاشرے کی بنیاد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا

"اے لوگو! تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن، یہ مہینہ اور یہ شہر حرمت والے ہیں۔"

غور کیجیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسان کی حرمت کو یومِ عرفہ، ذوالحجہ کے مقدس مہینے اور مکہ مکرمہ کے مقدس شہر کی حرمت کے ساتھ تشبیہ دی۔ جس طرح عربوں کے نزدیک ان مقدس چیزوں کی بے حرمتی ناقابلِ تصور تھی، اسی طرح کسی انسان کی جان، مال اور عزت پر حملہ کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ اسلام انسانیت کو ظلم، انتقام، خونریزی، استحصال اور ذلت سے بچانے کے لیے آیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرمت کو صرف جان تک محدود نہیں رکھا بلکہ مال اور عزت کو بھی شامل فرمایا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام چوری، دھوکہ دہی، خیانت، رشوت، بدعنوانی، دوسروں کے حقوق غصب کرنے اور ہر قسم کی مالی ناانصافی کو حرام قرار دیتا ہے۔ اسی طرح عزت اور وقار بھی مقدس ہیں۔ لہٰذا غیبت، بہتان، جھوٹے الزامات، کسی کو عوام کے سامنے ذلیل کرنا، کردارکشی، سوشل میڈیا پر بدزبانی، اور افواہیں پھیلانا اسلام میں سنگین گناہ ہیں۔ آج بہت سے لوگ جسمانی تشدد سے تو بچتے ہیں لیکن اپنی زبان اور آن لائن رویّوں کے ذریعے دوسروں کی زندگی تباہ کر دیتے ہیں۔ اسلام ہمیں سکھاتا ہے کہ کسی کی عزت کو نقصان پہنچانا بھی اس کے جسم کو نقصان پہنچانے جتنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی یاد دہانی کراتے ہوئے فرمایا:

وَ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ

''اور تم عنقریب اپنے رب سے ملو گے، پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔''

یہ تنبیہ ہمیں یاد دلاتی ہے کہ کوئی ظلم اللہ کی عدالت سے بچ نہیں سکتا۔ بے گناہ خون کا ہر قطرہ، چوری کیا گیا ہر مال، ہر توہین، ہر ٹوٹی ہوئی امانت، اور ہر ناانصافی کا حساب قیامت کے دن لیا جائے گا۔ ایک ایسی دنیا میں جو تشدد، بے ایمانی، ظلم، نفرت اور بدسلوکی سے بھری ہوئی ہے، خطبۂ حجۃ الوداع کا پیغام انسانیت کو دوبارہ عدل، رحمت، ذمہ داری اور انسانی وقار کے احترام کی طرف بلاتا ہے۔

3۔ مال اور امانت کے حقوق

نبی کریم ﷺ نے اس بات پر زور دیا کہ دیانت، امانت اور سچائی کے بغیر کوئی بھی معاشرہ صحت مند اور مضبوط نہیں رہ سکتا۔ اسی لیے آپ ﷺ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں ارشاد فرمایا:

فَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ اَمَانَةٌ فَلْيُؤَدِّهَا اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَهُ عَلَيْهَا

''جس شخص کے پاس کسی کی امانت ہو، وہ اسے اس کے حق دار تک پہنچا دے۔''

اسلام امانتوں کی ادائیگی اور دوسروں کے حقوق کی حفاظت کو بہت زیادہ اہمیت دیتا ہے۔ امانت صرف مال یا جائیداد تک محدود نہیں بلکہ اس میں ذمہ داریاں، عہدے، وعدے، معاہدے، کاروباری معاملات، رازدارانہ باتیں، خاندانی حقوق، بلکہ اللہ تعالیٰ اور معاشرے کے وہ حقوق بھی شامل ہیں جو انسان کے ذمے ہیں۔ ایک سچے مومن کی پہچان اس کی دیانت داری اور امانت داری ہوتی ہے۔ نبی کریم ﷺ نبوت سے پہلے بھی ''الصادق الامین'' یعنی سچے اور امانت دار کے لقب سے مشہور تھے۔

آج خاندانوں، کاروباروں اور معاشروں میں بہت سے مسائل اس لیے پیدا ہو رہے ہیں کیونکہ امانت اور اعتماد کمزور ہو گیا ہے۔ لوگ تجارت میں دھوکہ دیتے ہیں، وعدے توڑتے ہیں، عہدوں کا غلط استعمال کرتے ہیں، ادائیگیوں میں تاخیر کرتے ہیں، راز فاش کرتے ہیں، اور دوسروں کے حقوق پامال کرتے ہیں۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ کسی بھی معاشرے کی مضبوطی دیانت اور سچائی پر قائم ہوتی ہے، جبکہ امانت کے خاتمے سے بدعنوانی، ظلم، ناانصافی اور معاشرتی تباہی جنم لیتی ہے۔

4۔ اخوت اور معاشرتی ذمہ داری

خطبۂ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ نے جن عظیم بنیادوں کو قائم فرمایا، ان میں سے ایک اسلامی اخوت اور اجتماعی معاشرتی ذمہ داری کا قیام تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَيُّهَا النَّاسُ! كُلُّ مُسْلِمٍ أَخُو الْمُسْلِمِ، وَإِنَّ الْمُسْلِمِينَ إِخْوَةٌ

''اے لوگو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

اسلام مسلمانوں کو ایسے الگ تھلگ افراد کے طور پر نہیں دیکھتا جو صرف عبادات کے ذریعے ایک دوسرے سے جڑے ہوں، بلکہ اسلام ایک ایسے روحانی خاندان کی تعمیر کرتا ہے جو ایمان، محبت، رحمت اور باہمی ہمدردی کے رشتے میں بندھا ہوا ہو۔ اسلام میں اخوت محض ایک نعرہ یا جذباتی دعویٰ نہیں بلکہ ایک ذمہ داری ہے۔ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے درد کو محسوس کرنا چاہیے، اس کی مشکل میں اس کی مدد کرنی چاہیے،

اس کی عزت کی حفاظت کرنی چاہیے، اس کے لیے دعا کرنی چاہیے، اس کی غلطیوں کو معاف کرنا چاہیے، بیماری میں اس کی عیادت کرنی چاہیے، مصیبت میں اس کا ساتھ دینا چاہیے، اور اس کے لیے وہی پسند کرنا چاہیے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے مومنوں کو ایک جسم کی مانند قرار دیا کہ جب جسم کا ایک حصہ تکلیف میں ہوتا ہے تو پورا جسم بے چینی اور درد محسوس کرتا ہے۔

افسوس کہ آج امتِ مسلمہ کی سب سے بڑی کمزوریوں میں سے ایک تفرقہ اور باہمی انتشار ہے۔ حسد، فرقہ واریت، نسل پرستی، سیاسی نفرت، ذاتی انا اور دنیاوی مقابلہ بازی نے دلوں کو تقسیم کر دیا ہے۔ خاندان ٹوٹ رہے ہیں، معاشرے بکھر رہے ہیں، اور مسلمان اپنی زبان، سوشل میڈیا اور رویّوں کے ذریعے ایک دوسرے پر حملے کر رہے ہیں۔

خطبۂ حجۃ الوداع ہمیں یاد دلاتا ہے کہ حقیقی طاقت اتحاد، باہمی احترام اور ایک دوسرے کے لیے مخلصانہ خیرخواہی میں ہے۔ جب اخوت کمزور ہو جاتی ہے تو معاشرہ بھی کمزور ہو جاتا ہے، لیکن جب مسلمان اخلاص، رحمت اور انصاف کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں تو وہ انسانیت کے لیے امن، قوت اور ہدایت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

5۔ جواب دہی اور حقوق کی پاسداری

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کا معیار خاندانی پس منظر، قبائلی حیثیت، مال و دولت یا دنیاوی اثر و رسوخ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے خاص طور پر قریش سے خطاب فرمایا، جنہیں اپنے نسب اور نبی کریم ﷺ سے قربت کی وجہ سے ایک خاص مقام حاصل تھا، اور انہیں تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! لَا تَجِيئُوا بِالدُّنْيَا تَحْمِلُونَهَا عَلَى رِقَابِكُمْ، وَيَجِيءُ النَّاسُ بِالْآخِرَةِ، فَلَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

”اے قریش کے لوگو! ایسا نہ ہو کہ تم قیامت کے دن دنیا کے بوجھ اپنی گردنوں پر اٹھائے ہوئے آؤ، جبکہ دوسرے لوگ آخرت کی کامیابیاں لے کر آئیں۔ میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکوں گا۔“

یہ ایک نہایت طاقتور یاد دہانی تھی کہ قیامت کے دن ہر انسان اکیلا اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ کوئی شخص اپنی نسل، قومیت، خاندانی نام یا سماجی حیثیت کی وجہ سے نجات نہیں پا سکے گا۔ یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے قبیلے سے تعلق بھی کسی شخص کو ایمان اور نیک اعمال کے بغیر فائدہ نہیں دے گا۔ اسلام ذمہ داری اور جواب دہی کا دین ہے۔ ہم دوسروں کے جو حقوق پامال کرتے ہیں، جو ظلم کرتے ہیں، جو امانتیں توڑتے ہیں، اور جن فرائض کو نظرانداز کرتے ہیں، ان سب کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے سامنے سوال ہوگا۔ اس لیے ایک مومن کو ہمیشہ اپنے اعمال کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے، اللہ کے حقوق اور بندوں کے حقوق ادا کرنے چاہییں، اور اس دن کی تیاری کرنی چاہیے جب نہ مال فائدہ دے گا اور نہ مرتبہ، سوائے اس شخص کے جو اللہ کے حضور پاک دل اور نیک اعمال کے ساتھ حاضر ہوگا۔

6۔ خواتین کے حقوق

خطبۂ حجۃ الوداع کی نمایاں ترین تعلیمات میں سے ایک وہ تاکید تھی جو نبی کریم ﷺ نے خواتین کی عزت، تحفظ اور حقوق کے بارے میں فرمائی۔ اُس دور میں جبکہ بہت سے معاشروں میں عورتوں کے ساتھ ظلم و ناانصافی کی جاتی تھی، انہیں وراثت سے محروم رکھا جاتا تھا، عزت و احترام نہیں دیا جاتا تھا، اور اکثر انہیں کمتر سمجھا جاتا تھا، اسلام رحمت اور انصاف کے ایک عظیم انقلاب کے طور پر آیا۔ اپنے آخری خطبے میں نبی

کریم ﷺ نے امت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا

''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

پھر آپ ﷺ نے خاندانی زندگی میں ذمہ داریوں کے توازن کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:

إِنَّ لَكُمْ مِنْ نِسَائِكُمْ حَقًّا وَلِنِسَائِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا

''تمہارے اپنی عورتوں پر حقوق ہیں، اور ان کے تم پر حقوق ہیں۔''

اسلام شادی کو غلبے، جبر اور کنٹرول کا تعلق نہیں سمجھتا بلکہ رحمت، محبت، اعتماد اور باہمی احترام پر قائم ایک مقدس رشتہ قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کا لباس فرمایا ہے، جو ایک دوسرے کو تحفظ، سکون اور سہارا فراہم کرتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بار بار مردوں کو نصیحت فرمائی کہ عورتوں کے ساتھ نرمی، عزت اور حسنِ سلوک سے پیش آئیں، ان کی ضروریات پوری کریں، ان کی عزت و وقار کی حفاظت کریں، اور ان کے جذباتی اور مالی حقوق ادا کریں۔ خود نبی کریم ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات اور اہلِ خانہ کے ساتھ بہترین حسنِ سلوک کا نمونہ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل وعیال کے لیے بہتر ہو۔

افسوس کہ آج بہت سے خاندان اس لیے مشکلات کا شکار ہیں کیونکہ خواتین کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ سخت رویہ، جذباتی اذیت، ذمہ داریوں سے غفلت، ناانصافی اور باہمی احترام کی کمی گھروں کے سکون کو تباہ کر دیتی ہے۔ اسی طرح اسلام شوہر اور بیوی دونوں کو ذمہ داری، توازن اور حقوق کی ادائیگی کی تعلیم دیتا ہے تاکہ خاندانی نظام مضبوط اور پُرامن رہے۔ خطبۂ حجۃ الوداع ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مضبوط خاندان ہی مضبوط معاشرے تشکیل دیتے ہیں، اور ایک اچھا گھر عدل، صبر، گفتگو، معافی اور خوفِ خدا کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ جب خواتین کے حقوق اسلامی تعلیمات کے مطابق ادا کیے جاتے ہیں تو گھرانے امن، رحمت اور روحانی ترقی کا مرکز بن جاتے ہیں۔

7۔ پیغام کی تبلیغ اور مشن کی تکمیل

خطبے کے آخر میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ

''خبردار! جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔''

پھر آپ ﷺ نے صحابۂ کرام سے سوال فرمایا:

وَأَنْتُمْ تُسْأَلُونَ عَنِّي، فَمَاذَا أَنْتُمْ قَائِلُونَ؟

''تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا، تو تم کیا جواب دو گے؟''

صحابۂ کرام نے عرض کیا:

نَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ أَدَّيْتَ الْأَمَانَةَ، وَبَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَنَصَحْتَ

''ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے امانت ادا کر دی، اللہ کا پیغام پہنچا دیا، اور امت کی مکمل خیرخواہی فرمائی۔''

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور پھر لوگوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ

''اے اللہ! گواہ رہنا۔ اے اللہ! گواہ رہنا۔ اے اللہ! گواہ رہنا۔''

اختتامیہ

محترم بزرگو اور عزیز بھائیو!

خطبۂ حجۃ الوداع صرف چودہ سو سال پہلے دیا گیا ایک خطبہ نہیں تھا، بلکہ یہ انسانی حقوق، عدل، اخلاقیات، مساوات اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا ایک آفاقی منشور تھا۔ آج انسانیت جن مسائل کا شکار ہے، جیسے نسل پرستی، ظلم، خاندانی نظام کی تباہی، بے ایمانی، تشدد، نفرت اور ناانصافی، ان سب کا حل اس عظیم خطبے کی تعلیمات میں موجود ہے۔

نبی کریم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہونے والے تھے، لیکن جانے سے پہلے آپ ﷺ نے امت کو ایسے اصول عطا فرمائے جو قیامت تک انسانیت کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ آپ ﷺ نے ہمیں یاد دلایا کہ دین صرف چند عبادات کا نام نہیں، بلکہ حقیقی اسلام اس بات میں ظاہر ہوتا ہے کہ ہم لوگوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے ہیں، امانتوں کو کیسے ادا کرتے ہیں، عورتوں کی عزت و حقوق کا کس طرح خیال رکھتے ہیں، انسانی وقار کی کیسے حفاظت کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ذمہ داری کے احساس کے ساتھ زندگی کیسے گزارتے ہیں۔